OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

راہِ سلوک میں شریعت محمدی ﷺ کی اہمیت: افکار حضرت سلطان باھوؒ کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

Importance of Shariat Muhammadi (PBUH) in the way of behavior: A research study in the light of the thoughts of Hazrat Sultan Bahu

Javeria Mahfooz
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies and Comparative Religions
The Women University Multan.

Sumera Safdar
Lecturer Department of Islamic Studies and Comparative Religions
The Women University Multan.

Received on: 07-07-2024 Accepted on: 12-08-2024

Abstract

The lives of Sufis are a miracle of Allah Almighty for the society by which the whole society becomes reformed. Wherever the Sufis entered, they purified the people and advised them on the right path and spread the knowledge of Shariat and Sufism among the people. Sophia's teachings cleansed the hearts of people from the love of the world, vices, malice, envy, hatred and taught them to be close to Allah. By which the inner being of man is reformed. There is no example of the role played by Sufis and saints in the spread of Islam in the sub-continent. The Sufis, by their knowledge, actions, morals and spiritual attitude, inclined people to Islam and spread Islamic teachings because man has lost his purpose in life and is oblivious to the remembrance of Allah Almighty. That is why the company and teachings of the Sufis always attract man to the remembrance of God and remind man of the purpose of life and incline him towards the nearness and distance of Allah. Which are becoming the cause of reform and education of the people. Therefore, Shariat is incomplete without Sufism, just as prayer is incomplete without ablution, both are inseparable. For Sufism, the terms of purification, self-jihad, knowledge, purity of heart, kindness have been mentioned in several places in the Holy Quran. Both Shariat and Sufism (way of conduct) are incomplete without each other. The purpose of human life is to purify one's inner self along with one's outward appearance. In order to attain closeness to Allah, if the outside of a person is pure but the inside is impure, then a person cannot fulfill the purpose of his life. All the Companions, Imam Fiqh, millions of Saints and Sufis have shown the closeness of Allah, both outwardly and inwardly. Obtained only after the purification of Therefore, inner purity is very important.

Keywords: Shariat Muhammadi (PBUH), Hazrat Sultan Bahu, Sufis

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو و شعبے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ دین اسلام نے انسان کی شخصیت کے دونوں پہلو ظاہر اور باطن کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ اسلام میں ظاہری عبادات کے لیے شریعت اور باطنی عبادات اور اعمال کے لیے تصوف

کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ جس سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے اور باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں علم شریعت یعنی ظاہری عبادت کے لیے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت و تسبیح اور اذکار بیان ہوئے۔ جبکہ باطنی اصلاح کے لیے تزکیہ نفس، دل کی پاکی اور اخلاق رذیلہ کو ختم کرنے کا ذکر موجود ہے۔ اسی باطنی اصلاح کو دوسری صدی ہجری میں تصوف کا نام دیا گیا۔ جس کے معنی دل کی پاکی کے ہیں۔ جس کے بارے میں قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر بہت سے احکامات بیان ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَاوَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا[1]

''بے شک جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا''۔

معلوم ہوا کہ دل کو پاک کرنا اور تزکیہ کرنا ہی تصوف ہے۔ دل کی پاکی سے مراد اخلاق رذیلہ حسد، کینہ، تکبر، لالچ، حرص، جھوٹ، بخل جیسی دل کی بیماریوں کو اپنے اندر سے ختم کرنا ہے۔ جس سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَذَرُوۡا ظَاهِرَ الۡاِثۡمِ وَبَاطِنَهٗ[2]

''اور تم ظاہری اور باطنی (دونوں قسم) کے گناہ چھوڑ دو۔''

جب تک کوئی شخص باطن کی اصلاح نہیں کرتا وہ مکمل انسانیت کی معراج تک نہیں پہنچ سکتا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ[3]

''ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کی بیماری کو زیادہ کر دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔''

حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرامؓ کا تزکیہ فرمایا اور ان کو دنیا کا عظیم ترین انسان بنایا۔ کیونکہ تزکیہ نفس کے بعد ان کے دل کی تمام بیماریاں ختم ہو گئی اور وہ اصلاح یافتہ ہو گئے۔ یعنی ظاہری اور باطنی اصلاح کے ذریعے وہ انسان کامل بن گئے۔ اسی لیے شریعت اور تصوف ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتہ　　　پیشوائے خود شریعت ساختہ[4]

"میں نے ہر باطنی مرتبہ شریعت کی پیروی سے پایا اور شریعت کو ہی اپنا پیشوا بنایا۔"

تعارف حضرت سلطان باھوؒ:

حضرت سلطان باھوؒ 1039ھ میں شور کوٹ میں پیدا ہوئے[5]۔ آپؒ کے والد حضرت محمد بازیدؒ ایک صالح حافظ قرآن اور فقیہ شخص تھے جو مغلیہ دور میں قلعہ شور کوٹ جھنگ کے قلعہ دار تھے۔ ان کی اہلیہ بی بی راستی اولیائے کاملین میں سے تھیں۔ آپ کا تعلق قطب شاہی اعوان (علوی) قبیلے سے ہے جو 31 واسطوں سے سیدنا حضرت علیؓ سے جاملتا ہے[6]۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ کو الہامی طور پر بتادیا گیا تھا کہ عنقریب آپ کے بطن سے ایک ولی کامل پیدا ہوگا اس کا نام ''باھو'' رکھنا۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے آپؒ کا نام باھو ہی رکھا۔ آپؒ نے ابتدائی روحانی و باطنی تعلیم و

تربیت اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی جبکہ رسمی تعلیم کہیں سے حاصل نہ کی۔ آپؒ کا تعلق قادری سلسلہ سے ہے جس کا آغاز بغداد کے مشہور صوفی بزرگ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا۔ آپؒ نے دہلی میں حضرت عبدالرحمن قادری دہلویؒ سے بیعت فرمائی۔ حضرت سلطان باھوؒ نے انسانیت کی اصلاح اور معاشرے کی فلاح کے لیے بے شمار خدمات سرانجام دی ہیں۔ آپؒ کی عظیم الشان خدمات میں سے ایک اہم خدمت آپؒ کی تصانیف ہیں۔ آپؒ کی تصانیف علماء صلحاء اور راہ تصوف کے سالکین کے لیے بیش بہا خزانہ ہے کہ ہر عہد و زماں کا طالب کتب سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔۔ آپ کی فقر و تصوف کے موضوعات پر تصانیف، علمی میدان میں آپ کی گراں قدر خدمات کی عکاس ہیں۔ آپؒ کی تصانیف فارسی زبان میں ہیں جو کہ حکمت و معرفت اور توحید کے درس خاص سے مزین ہیں۔ آپؒ کو بارگاہِ خداوند تعالیٰ سے بصدقہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام قرآن حکیم کے باطنی اسرار و رموز سے لے کر نثر و شعر کی خوبیوں پر دسترس عطا فرمائی گئی۔ آپؒ کی جملہ تصانیف قرآن مجید کا مغز و نچوڑ ہیں۔ آپؒ کی تصانیف میں سب سے زیادہ شہرت آپ کے پنجابی کلام کو حاصل ہوئی۔ آپؒ اپنے چار مصروں پر مشتمل پنجابی کلام کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔ 200 سے زائد یہ پنجابی ابیات معرفت اور فلسفہ کا سمندر ہیں۔ آپؒ کے پنجابی کلام کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ جبکہ آپؒ کے کلام میں لفظ ''ھو'' کا استعمال آپؒ کو تمام صوفی شعراء سے ممتاز کرتا ہے۔ آپؒ کے پنجابی ابیات پنجابی کلاسیکل ادب کا بنیادی ذریعہ سمجھے جاتے ہیں اور عوام الناس میں آپؒ کو انہی کے باعث زیادہ جانا جاتا ہے۔ آپؒ کا وصال مبارک 1691ء بمطابق یکم جمادی الثانی 1102ھ میں تریسٹھ (63) برس کی عمر میں ہوا۔ آپؒ کا مزار مبارک گڑھ مہاراجہ کے نزدیک تحصیل شور کوٹ میں موجود ہے۔

راہ سلوک (تصوف) و شریعت محمدی ﷺ کا مفہوم:

شریعت محمدی ﷺ کا مفہوم:

اصطلاح میں شریعت سے مراد وہ دینی قوانین جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ اہل علم نے شریعت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ **الشریعہ ماشرع اللہ لعبادہ من الدین**[7]۔ شریعت ان احکام کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قانون کی حیثیت سے دیے ہیں۔

قرآن پاک کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماضی میں مختلف اقوام کو شریعت کے مختلف احکامات عطا فرمائے۔ ان شریعت کی اساس اور بنیاد کے ایک ہی تھی لیکن ان کی عملی تفصیلات اس زمانے کی ضروریات اور تقاضوں کے مطابق مختلف تھی۔ جس قوم کو جس طرح کے قوانین اور تعلیم کی ضرورت تھی اس قوم کو اسی نوعیت کے قوانین اور احکام دیے گئے اس لیے احکام و قوانین کے ان مجموعوں کو مختلف شریعتوں کا نام دیا گیا قرآن پاک میں دیگر انبیاء کی شریعہ کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنكُمۡ شِرۡعَةً وَمِنۡهَاجًا [8]

''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور راہ عمل مقرر کی ہے''۔

شریعت محمدی سے مراد دین کے وہ معاملات اور احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ اس میں حلال و حرام، فرض وواجب، مستحب و مکروہ، جائز ناجائز، سزا و جزا کا جامع نظام موجود ہے دراصل شریعت اعمال دین میں ظاہری ڈھانچے اور جسم کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ثواب و عذاب اور حساب و کتاب کا علم ہے۔ بعض چیزوں سے روکا گیا ہے اور بعض کا حکم دیا۔

علم شریعت:

شریعت کے بنیادی ماخذ قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے ذریعے جو تعلیم شریعت انسانوں تک پہنچی اس کے درج ذیل تین اجزاء ہیں۔

- عقیدہ ایمانیات
- تزکیہ احسان اخلاق (تصوف)
- فقہ یعنی ظاہری احکام کا مجموعہ [9]

شریعت ایک نظام حیات اور طرز زندگی کا نام ہے۔ شریعت اسلامی ایک عملی نظام ہے جو انسان کی عملی زندگی کی اصلاح کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کو اخلاق عدل وانصاف کی بنیاد پر قائم کرتا ہے۔ انسانوں کی عقلی زندگی میں روحانی اقتدار کو جاری رکھتا ہے ایک ایسا معاشرہ قائم کرتا ہے جو اخلاقی اور روحانی اقتدار پر مبنی ہو یہی شریعت کا بنیادی مقصد ہے۔

- عقیدہ سے متعلق احکام یعنی علم الکلام یا علم توحید میں انہی احکام سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔
- اخلاق سے متعلق احکام علم الاخلاق اور تصوف میں ان سے بحث کی جاتی ہے۔
- انسان کے ان اقوال وافعال سے متعلق احکام جو اس کے دوسروں کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں سرزد ہوتے ہیں انہیں احکام کا تعلق عمل سے ہے انہی کا نام بعد میں فقہ رکھا گیا۔ ان عملی احکام کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

عبادات: یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ان تمام عبادات کا مقصد انسان کا اپنے رب کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے۔ معاملات: اس کا مقصد انسان کا آپس میں ایک دوسرے سے تعلق منظم کرنا ہے۔ اس طرح تزکیہ، احسان اور اخلاق انسان کی باطنی تربیت اور اصلاح ہے۔ جس کی تعلیم اسلامی شریعت میں موجود ہے جس کے بغیر اسلامی شریعت کی عمارت مکمل نہیں ہو سکتی۔ علم تصوف کی بنیاد بھی علم شریعت پر ہے تصوف شریعت سے الگ نہیں بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔

سلوک وتصوف کے معنی ومفہوم:

سلوک کے لغوی معنی راستہ چلنے کے ہیں۔ اصطلاحی معنی میں سلوک کو تزکیہ نفس کہا جاتا ہے [10]۔ تصوف کی اصطلاح میں قرب الٰہی اور معرفت الٰہی حاصل کرنے کے راستے پر چلنے کا نام سلوک ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تصوف کی حقیقت اور تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "شریعت کا وہ جز جو اعمال باطنی سے متعلق ہے تصوف وسلوک اور وہ جز جو اعمال ظاہری سے متعلق ہے فقہ کہلاتا ہے۔" [11]

جس طرح آئمہ اور مجتہدین اور فقہاء نے شریعت اسلامی کے اصول کو قرآن و حدیث سے مرتب کیا اور اصول فقہ کو مرتب کیا اس طرح صوفیاء کرام نے قرآن و حدیث اور عمل صحابہ کی روشنی میں تزکیہ نفس، اصلاح باطن کے اصول و ضوابط کو بیان کیا۔ درحقیقت شریعت کے اصول و ضوابط تصوف کی تکمیل کے لیے نہایت میسر ثابت ہوتے ہیں اور صوفیاء کرام کی تعلیمات میں شریعت مطہرہ کی اتباع کا درس سختی سے موجود ہے۔ بندہ مومن کو ظاہر و باطن دونوں تقاضے پورے کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ[12]

''اور تم ظاہری اور باطنی (دونوں قسم) کے گناہ چھوڑ دو۔''

علم تصوف

جسے قرآن پاک میں علم لدنی کہا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا خاص علم ہے۔ جو لوگ خالصتاً بے ریا عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس کے سوا کسی چیز سے محبت نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو یہ خاص علم عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بیان ہوا۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا [13]

''تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا''

اسی طرح حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ[14]

''ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی (عبدالحمید) نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا۔ وہ سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوہریرہؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا کاٹ دیا جائے۔ امام بخاری (رح) نے فرمایا کہ بلعوم سے مراد وہ نرخرا ہے جس سے کھانا اترتا ہے۔''

تصوف و شریعت کا باہمی تعلق:

شریعت اعمال ظاہری کا نام ہے اور اعمال باطنی کو تصوف کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری اعمال کے ساتھ ساتھ باطنی اعمال کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ[15]

''پس جب نماز ادا کر چکو تو کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی یعنی کروٹ کے بل اللہ کا ذکر کرو''۔

اس آیت مبارکہ میں ظاہری عبادت نماز کے ساتھ باطنی عبادت قلبی ذکر کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی عبادت

بھی ضروری ہے۔ علم تصوف اصل میں علم توحید ہے جس کا مقصد قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو پیدا کرنا اور دنیا کی محبت کو ختم کرنا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ [16]

''سن لو اللہ تعالیٰ کے ذکر (قلبی ذکر) سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔''

اور احادیث مبارکہ سے بھی تصوف سیکھنے کا حکم ملتا ہے۔ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی اعمال ظاہر و باطنہ سے پوری طرح آراستہ اور شریعت و طریقت کے جامع تھے۔ صحابہ کرام نے علم ظاہری (شریعت) اور علم باطنی (طریقت) دونوں رسول پاک ﷺ سے سیکھے اور عمل کیا۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ [17].

''ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی (عبدالحمید) نے ابن ابی ذئب سے نقل کیا۔ وہ سعید المقبری سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوہریرہؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو برتن یاد کر لیے ہیں، ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرا (گلا) کاٹ دیا جائے۔ امام بخاری (رح) نے فرمایا کہ بلعوم سے مراد وہ نرخرا ہے جس سے کھانا اترتا ہے''۔

امام امام مالکؒ تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''جس نے تصوف کے بغیر فقہ کو اختیار کیا وہ زندیق بن گیا اور جس نے تصوف حاصل کیا مگر فقہ کو اختیار نہیں کیا وہ فاسق ہو گیا۔ جس نے دونوں کو جمع کیا وہ حقیقت تک پہنچ گیا۔''[18] حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تصوف کی حقیقت اور تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں "شریعت کا وہ جزجو اعمال باطنی سے متعلق ہے تصوف و سلوک اور وہ جزجو اعمال ظاہری سے متعلق ہے فقہ کہلاتا ہے۔"[19]

اگر کوئی شخص دین اسلام میں پوری طرح داخل ہونا چاہتا ہے جیسے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دین مین پوری طرح داخل ہو جو تو اسے چاہئے کہ وہ شریعت مطہرہ کا پابند بھی ہو اور تصوف بھی اختیار کرے۔ اگر وہ شریعت کو اختیار کرے اور تصوف کو چھوڑ دے تو وہ زندیق (گمراہ) بن جائے گا اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہو گی۔ اگر وہ تصوف کو اختیار کرے مگر شریعت کو ترک کر دے تو بھی اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا یعنی دین اسلام تصوف اور شریعت کا مجموعہ ہے۔ تصوف شریعت سے الگ نہیں ہے بلکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں اور ان دونوں علوم کو اختیار کرنا ہی دین اسلام کی حاصل تعلیم ہے۔ اور شریعت محمدی ﷺ کی روح کا نام ہی اسلامی تصوف ہے۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ ''راہ تصوف تو صرف وہی شخص پا سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ ہو اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول ﷺ ہو اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستے طے کرے تاکہ نہ توشبہ کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے۔''[20] امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیریؒ شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو یوں بیان فرماتے ہیں: ''پس جس شریعت کو حقیقت کی

تائید حاصل نہ ہو وہ غیر مقبول ہے۔"[21]

شریعت و طریقت کا باہمی تعلق از حضرت سلطان باھوؒ:

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

"شریعت دار السلطنت شاہ ہے۔ طریقت کو شریعت سے ہی راہ ہے۔ باطن کی ہر راہ ہر مقام شریعت ہی سے نکلتا ہے اور شریعت ہی میں واپس آتا ہے۔"[22] آپؒ کے اس قول مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت بنیاد ہے۔ جب انسان شریعت پر عمل پیرا ہو جائے اور اپنے ظاہر کو پاک کر لے تو اس کے بعد وہ باطن کی عبادت کی طرف توجہ دیتا ہے اور باطن کو پاک کرتا ہے۔ شریعت باطن کی عبادت، طریقت کے لیے وضو کی مثل ہے اگر وضو نہ ہو تو عبادت قبول نہیں ہوتی۔ یعنی تصوف و طریقت میں ہر راہ اور ہر مقام کی ابتداء بھی شریعت ہے اور انتہا بھی شریعت ہے۔ آپؒ مزید فرماتے ہیں: "باطن یہ ہے کہ جو کچھ باطن میں دیکھا جائے اسکا نص و حدیث اور قرآن و شریعت کے مطابق وجود پر ظہور ہو۔ ورنہ باطن باطل قرار پائے گا۔ کیونکہ شریعت دراصل باطن ہی کا اظہار ہے۔"[23] آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی انسان تصوف میں باطن کی عبادت میں اپنی منزل طے کر رہا ہے اور پھر وہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے جو شریعت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے یعنی تصوف نہیں ہے۔ تصوف کی عبادات اور طریقہ کار کا قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ دراصل علم باطن یعنی علم لدنی کا علم ہی تصوف ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں اولیا اکرامؒ نے واضح کیا ہے۔ اس طرح اگر کوئی ظاہری اعمال پر ہی عمل کرے اور علم باطن (تصوف) کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ جب انسان ظاہر اور باطن دونوں علوم تک رسائی حاصل کرے گا تو ہی عبادات کا اصل مقصد حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات معرفت و حقیقت یعنی تصوف کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کرتی ہیں۔ آپؒ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسلامی تصوف کی اصل حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ آپؒ نے اپنی تعلیمات میں ہر ایسے قول کی نفی کی جو شریعت محمدی ﷺ کے خلاف ہو۔ آپؒ مخالف شریعت کی مذمت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ "مخالف شریعت اندھا ہے جو مرتے دم تک نور ہدایت سے محروم ہے۔"[24] یعنی جو شریعت پر عمل پیرا نہیں اس کو تصوف میں کبھی کوئی مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپؒ فرماتے ہیں: عمل وہ ہے جو دل و جان اور صفائی قلب سے ہو۔ مطلب یہ کہ طلب خدا کے سوا تو کوئی اور طلب دل میں مت رکھ۔ اس طلب کے لئے راہ شریعت اختیار کر کہ شریعت کے بغیر سراسر گمراہی ہے۔[25]

تصوف میں شریعت کی اہمیت

طہارت:

طہارت سے مراد پاک و صاف ہونا ہے دین اسلام میں طہارت کی بے حد اہمیت ہے کیونکہ طہارت کے بغیر کوئی شخص دین اسلام میں کوئی عبادت نہیں کر سکتا چاہے وہ ظاہری عبادات ہوں یا باطنی عبادات۔ باطنی عبادت کے لیے بھی طہارت کا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر عبادت

ممکن نہیں جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں: ”طالب اللہ کو چاہیے کہ پہلے وضو کرے، پاک لباس پہنے، خالی جگہ تلاش کرے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے قعدہ کی صورت میں بیٹھ جائے۔ پھر جب متوجہ باستغراق ہو کر اشتغال اللہ شروع کرنا چاہیے تو دونوں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرے اور اسم اللہ ذات میں تفکر کرے“[26]۔ یعنی کہ عبادت باطن کے لیے بھی وضو کرنا یعنی طہارت کرنا شرط ہے اگر طہارت نہیں کرتا تو اس کا عمل ناقص ہے۔ اس طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ[27]

”پس جب نماز ادا کر چکو تو کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی یعنی کروٹ کے بل اللہ کا ذکر کرو“۔

جب انسان نماز ادا کرتا ہے تو وہ باوضو ہوتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ[28]

”اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پاک صاف ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاک صاف لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔“

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک صاف لوگوں کو دوست رکھتا ہے اور ان پر ہی اپنی رحمت سے باطنی علم عطا کرتا ہے کہ وہ ان کے دلوں کو پاک صاف کرتا ہے ان کے دلوں کی بیماریوں کو وہ دور فرماتا ہے جیسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الطُّهُورُ شَطْرُ الإِيْمَانِ[29]

”طہارت و پاکیزگی نصف ایمان ہے“

لیکن اس صفائی کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ صرف نہا دھو کر صاف لباس پہن لیں تو اس حدیث مبارک پر عمل ہو جائے گا بلکہ اس کا لطیف مفہوم حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”طہارت دو قسم کی ہے: طہارتِ ظاہر جس کا تعلق شریعت سے ہے اور وہ پانی سے حاصل ہوتی ہے۔ طہارت باطن جو توبہ، تلقین، تصفیہ قلب اور سلوک طریقت سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اخراج نجاست کے باعث شریعت کا وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور پاک ﷺ کا فرمان مبارک ہے: **إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ**[30] ”مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے“۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ”وضو پر وضو کرنا نور پر نور چڑھانا ہے“[31]۔ اسی طرح جب افعال بد اور اخلاق رزیلہ مثلاً کبر و عجب و حسد و کینہ و غیبت و بھتان و جھوٹ اور آنکھ و کان و ہاتھ و پاؤں کی خیانت سے باطنی وضو ٹوٹ جائے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ**[32] ”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے“ یعنی انکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ تو اس کی تجدید ان مفسدات سے سچی توبہ، ندامت، استغفار اور ان اشتغال سے کرے کہ جن سے باطل کا قلع قمع ہو جائے۔ عارف پر لازم ہے کہ ان آفات سے اپنی توبہ کی حفاظت کرتا رہے تا کہ

اس کی نماز کامل ہو جائے جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيۡظٍ[33]

"یہ وہ ہے کہ جس کا وعدہ تم میں سے ہر رجوع کرنے والے اور نگہداشت کرنے والے سے کیا گیا تھا"۔

ظاہری وضو کا وقت ہر رات اور دن مقرر ہے لیکن باطنی وضو کا وقت عمر کی انتہا تک ہے اور عمر سے مراد دنیا اور آخرت کی عمر ہے اور باطنی عمر کی کوئی انتہا نہیں، وہ بے انتہا ہے "۔[34]

کلمہ طیب:

کلمہ طیب دین اسلام کی بنیاد ہے اگر کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اسے سب سے پہلے کلمہ طیب **لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ** ادا کرنا ہوگا جس کے بعد وہ مسلمان ہو جائے گا۔ جب تک کوئی شخص کلمہ طیب ادا ہی نہیں کرے گا تو وہ اسلام کے ظاہری اور باطنی منازل کیسے طے کر سکتا ہے۔ کلمہ طیب کے بغیر کوئی شخص شریعت اور تصوف میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ جب ایک شخص کلمہ طیب **لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ** پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے تو وہ اقرار بالسان کرتا ہے اور اب اس کو تصدیق بالقلب کرنا ہے۔ تصدیق بالقلب سے مراد دل کی آنکھ سے تصدیق کرنا ہے کہ جو میں نے زبان سے ادا کیا وہ میں تصدیق کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ اپنے پنجابی کلام میں ارشاد فرماتے ہیں:

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ھو

جتھے کلمہ دل دا پڑھیئے اُتھے ملے زبان نہ ڈھوئی ھو[35]

یعنی تصدیق قلب سے مراد دل کی زبان سے کلمہ پڑھنا ہے اور دل کی حقیقت کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ[36]

"حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔"

دل کا تعلق انسان کے باطن سے ہے اس دل سے مراد روح کا دل ہے جو لوگ دل کی حقیقت سے بے خبر ہیں وہ صرف ظاہری عبادات تک محدود ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَـهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ‌ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا اُولٰۤـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ[37]

"اور ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بہت سے لوگ جہنم کے لیے پیدا کیے۔ ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔ وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں"۔

حضرت سلطان باھوؒ تصدیق قلب سے کلمہ طیب پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں:

''جو رات دن تصدیق قلبی کے ساتھ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا رہتا ہے اس لیے ہر وقت اس کے گرد کلمہ طیب کا حصار قائم رہتا ہے۔ جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے بے شک وہ صاحب تصدیق دل مومن مسلمان ہو جاتا ہے۔''[38] آپؒ محک الفقر میں فرماتے ہیں محض زبان سے کلمہ کہنے والے تو کثیر ہیں مگر اخلاص سے کلمہ طیب پڑھنے والے بہت قلیل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب وصال حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا دل اللہ رب العزت کا عرش ہے۔''[39] اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ[40]

''اور ہم بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں''۔

اس سے مراد انسان کا دل ہے۔ کلمہ طیبہ کے باطن کا تعلق انسان کے دل سے ہے جس میں انسان کا دل اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر تصدیق بالقلب کرتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب انسان اپنے ظاہر کو شریعت مطہرہ سے پاک کرتا ہے اور باطن کو تقویٰ اور ذکر الٰہی سے پاک صاف کر لیتا ہے تو اسے تصدیق قلب نصیب ہو جاتی ہے اور انسان کی نماز معراج بن جاتی ہے۔

نماز:

تمام عبادات قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ نماز تمام عبادات میں سے افضل اور اہم ہے۔ جس کے بارے میں قرآن پاک میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اس لیے نماز کا تصوف میں بھی بہت اہم مقام ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **اَلصَّلٰوةُ مِعرَاجُ المُؤمِنِينَ**[41]

''نماز مومن کی معراج ہے۔''

اس بات سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نماز وہ عمل ہے جس کے ذریعے انسان کو باطن میں اللہ تعالیٰ کی معراج نصیب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال نصیب ہوتا ہے۔ لیکن جب تک انسان باطن کو پاک نہیں کرتا اس وقت تک انسان کو نماز سے معراج نصیب نہیں ہوتی۔ نماز کی تصوف میں اہمیت کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں: ''نماز کے کیا معنیٰ ہیں؟ نماز روز ازل سے اللہ تعالیٰ کے فیض و رحمت سے معراج و ربانی کی حضوری ہے۔[42] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''جس نمازی کا نفس و قلب و روح سب نور ہو جائے اس اہل نور کی نماز حضوری کی نماز ہوتی ہے۔ نماز معراج ہے کہ اس میں دیدار خدا ہے۔ عارفوں کو نماز میں دائم لقائے خداوندی نصیب ہوتا ہے۔''[43]

نماز شریعت مسلمان مومن کے لیے معراج کی کنجی ہے۔ جو شخص اپنی نفس کا تزکیہ کرے اور اپنے دل کو پاک و صاف کرے اپنی روح کو زندہ کرے تو اس شخص کو نماز میں معراج نصیب ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہے اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پاک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ ان کی نماز معراج بن جاتی ہے اور وہ لوگ انعام والے لوگ ہوتے ہیں۔ جس سے تصوف کی راہ پر چلنے والے خوش نصیب لوگوں کے نزدیک شریعت کی اہمیت اور اس پر عمل کرنے کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ ا لنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ[44]

''احسان یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہوا گر یہ نہ ہو تو اتنا ضرور ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

ظاہر و باطن کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ یہ اسلامی تصوف کا اسلامی نظریہ ہے۔ اس لیے اگر کوئی فقط ظاہر اختیار کرے لیکن باطن ترک کر دے تو اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی تعلیمات میں ظاہر و باطن دونوں کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

روزہ:

اسلام کا تیسرا اہم رکن روزہ ہے۔ روزے سے مراد اپنے آپ کو ان تمام چیزوں سے روک لینا جس سے شریعت نے منع فرمادیا ہے۔ تاکہ انسان اپنے آپ کو پرہیزگار بنالے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ[45]

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض ہوئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ''۔

یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ پر یقین کرنا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں روزے کا باطنی پہلو بیان کیا گیا ہے۔ یعنی روزے رکھنے سے انسان متقی بن جاتا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں: ''متقی ظاہری ریاضت سے تعلق نہیں رکھتا کہ ظاہری ریاضت تو کافر بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ ہمیں اس کے خلاف چلنا ہے کہ مومن عارف رازالٰہی کی راہ پر چلتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات سے کھلتی ہے اور تقویٰ اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔''[46] آپؒ فرماتے ہیں: ''اسلام کا تیسرا رکن روزہ ہے جس کا ظاہر ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور باطن میں رضاالٰہی ہے۔ یعنی ہر حال میں صبر وشکر کرنا''[47]۔ رضاالٰہی سے مراد تقویٰ ہے۔ روزے کے تقویٰ کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں: ''جس چیز سے شریعت منع کرے اس سے رک جاؤ اور نفسانی و شیطانی حیلہ وحجت سے گریز کرو'' شیطانی و نفسانی حیلہ سے انسان اس وقت خلاصی پا سکتا ہے جب انسان اپنے دل کو ذکرالٰہی سے پاک کر لیتا ہے۔ تو اس کا نفس خواہشات سے پاک ہو کر شیطان کے حیلوں سے دور ہو جاتا ہے۔ روزے سے انسان کو تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ جس کا تعلق انسان کے دل سے یعنی باطن سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان روزے کے بغیر تقویٰ حاصل نہیں کر سکتا۔ جو تصوف میں انسان کے دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں: ''رضاالٰہی کی خاطر تقویٰ اختیار کرے ریا تقویٰ ہی بارگاہ حق میں پہنچاتا ہے''[48] اگر انسان روزے سے تقویٰ حاصل کرنے کی جستجو نہیں کرتا تو وہ حضور پاک ﷺ کے اس فرمان مبارک کا مصداق بن جاتا ہے۔ اس کے بارے میں حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ[49]''

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض روزے داروں کو روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں ملتا اور بعض قیام کرنے

والوں کو قیام سے بیداری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔"

یعنی اگر کوئی ظاہری روزہ رکھے لیکن اپنے آپ کو بھوک پیاس میں مبتلا رکھے مگر حسد، غیبت، چغل خوری یعنی دل کی بیماریوں میں مبتلا رکھے اور یہ کام کرتا رہے ان سے نہ رکے تو وہ تقویٰ کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ تو جو لوگ اپنے باطن کو ان بیماریوں سے ذکر الٰہی کے ذریعے پاک کر لیتے ہیں جیسا کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔:

لِکُلِّ شَی صَقَالَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقُلُوبِ ذِکْرُ اللہ[50]

"ہر چیز کو صاف کرنے کا کوئی نہ کوئی آلہ ہے اور دل کو صاف کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے"۔

تو ایسے لوگوں کو دل کا تقویٰ یعنی باطن کا تقویٰ نصیب ہو جاتا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا[51]

"اور اپنے پاس سے (ان کو) نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ متقی شخص تھے۔"

اس سے معلوم ہوا ہے کہ ظاہر کا روزہ رکھنے سے باطن کا روزہ حاصل ہوگا جس کو تقویٰ فرمایا گیا ہے۔ ظاہری روزہ کے بغیر باطن کا روزہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ روزہ شریعت بنیاد ہے اور بنیاد کے بغیر بھلا عمارت کیسے کھڑی ہو سکتی ہے۔

زکوٰۃ:

زکوۃ کی ترسیل سے معاشرے کا غریب طبقہ خوشحال ہو جاتا ہے ان کی مشکلات و تنگی ختم ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے شیطانی وسواسات جوان کو چوری، بدگمانی، ناپ تول میں کمی، دھوکہ، امانت میں خیانت، دوسروں کے مال کو نقصان پہنچانے، ڈکیتی جس کی وجہ سے قتل وغارت، لڑائی جھگڑے اور معاشرے کا امن و سکون برباد ہو جاتا ہے ان سب کو قبول کرنے سے روکتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان کو تقوی حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اپنا تزکیہ نفس کرنے میں کامیابی سے سفر کا آغاز کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھو فرماتے ہیں: "زکوۃ سے مال پاک ہوتا ہے۔ جسم کی زکوۃ کیا ہے؟ جس طرح زکوٰۃ سے مال پاک ہوتا ہے حلال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ آدمی کو پاک کرتا ہے۔"[52] اس طرح حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں: "زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کی قلب کو صفات نفسانیہ سے پاک کر لیا جائے۔"[53]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ[54]

"اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے، اور اللہ سنتا جانتا ہے"

اسی بارے میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا[55]

"بے شک جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا"

معلوم ہوا کہ اپنے مال سے زکوۃ ادا کرنا اور اپنے آپ کو جہاد بلنفس کے ذریعے دل کی بیماریوں سے پاک کرنا تصوف میں زکوۃ کا مکمل مفہوم ہے۔ اور زکوۃ ادا کرنے سے انسان جہاد بالنفس کرنے میں آسانی پالیتا ہے۔ اس کے پاس اپنی تنگی سے نمٹنے کے لیے زکوۃ کا مال ہوتا ہے اس لیے زکوۃ کا تصوف میں اہم مقام یہ ہے کہ انسان آسانی سے تزکیہ نفس کی طرف راغب ہو سکتا ہے جو مال ادا کرتا ہے وہ بھی اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے کہ وہ اپنے مال سے خرچ کرتا ہے اور جو مال زکوۃ حاصل کرتا ہے وہ بھی اپنے نفس کی غلط خواہشات کو رد کرتا ہے۔ زکوۃ ادا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ انعام فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں بیان ہوا۔ **ترجمہ:** "اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے، اور اللہ سنتا جانتا ہے"۔ یعنی زکوۃ ادا کرنے والے کے باطن کو حضور پاک ﷺ صاف فرمادیں گے۔ اور ان کے جسموں کو بھی پاک فرمادیں گے جس سے زکوۃ ادا کرنے والے کا باطن پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

حج:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ حج کے معنی زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں حج سے مراد بیت اللہ کی زیارت کرنا کے ہیں۔ جیسا کہ ہر عبادت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہوتا ہے، اسی طرح راہ سلوک (تصوف) میں بھی حج کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ حج بیت اللہ کرنا حج شریعت ہے۔ اور حج طریقت کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

" پانچواں بنائے اسلام حج ہے جس کا ظاہر حج ثواب ہے اور باطن حج بے حجاب ہے۔"[56]

حج باطن کے بارے میں حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں :

"جب حاجی اہل باطن پورے اعتقاد کے ساتھ حرم کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو حرم کعبہ اس پر قرب حضور کی تجلی کرتا ہے اور جب وہ خانہ کعبہ میں داخل ہو کر طواف کرتا ہے تو دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ دیدار الٰہی کیے بغیر وہ ہرگز خانہ کعبہ سے باہر نہیں آتا جس سے وہ دنیا مردار کی طلب سے بیزار ہو جاتا ہے اور طلب دنیا سے ہزار بار استغفار کرتا ہے اور جب حاجی صاحب کرم اہل باطن میدان عرفات میں داخل ہو کر لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ کہہ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان سے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں۔ جب ایسا حاجی مدینہ میں داخل ہو کر روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوتا ہے تو بے شک حضرت محمد ﷺ اس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اس کو فقر کے افتخار سے سرفراز و ممتاز فرماتے ہیں اور اسے تلقین و تعلیم سے آراستہ کر کے رخصت فرماتے ہیں۔ اس قسم کا حاجی فرمانبردار ہو کر دنیا سے تارک و فارغ ہو جاتا ہے اور پھر دنیا مردار کی طرف دیکھتا نہیں۔"[57]

باطن کے حاجی کا دل قلب سلیم ہے جو اس وقت تک نفس کے خلاف مہو جہاد رہتا ہے جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہیں ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ[58]

''مگر وہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی والا دل لے کر آئے گا (اس کو نجات ملے گی)''۔

اور قلب سلیم کا مصداق وہ دل ہوتا ہے جو جہل اور اخلاق رذیلہ سے سلامت رہے اور دل کا ان اخلاق رذیلہ سے پاک وصاف رہنا طلب الٰہی اور اللہ کی معرفت اور خواہشات نفس کی خلاف ورزی پر موقوف ہے ایسے ہی دل کو حدیث مبارکہ میں عرش الٰہی کہا گیا ہے۔ **قَلْبُ الْمُؤمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی**[59]

''مومن کا دل اللہ رب العزت کا عرش ہے''

اور جب حاجی ایسے دل کے ساتھ کعبہ کا طواف کرتا ہے تو وہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں۔ ''دل کعبہ اعظم ہے اسے بتوں (غیر کے خیال) سے پاک کر۔''[60] اس لیے حاجی جب تک ظاہر و باطن کے دونوں طریقوں پر عمل پیرا نہیں ہوتا وہ نفاق سے باہر نہیں نکل سکتا۔ تو وہ مومن مسلمان حاجی کیسے ہو سکتا ہے اس لیے مومن مسلمان کا حرم کعبہ میں داخل ہونے سے پہلے دل کو غیر کے خیال سے صاف کر کے اللہ کی تجلی کے قابل بنایا جاتا ہے۔

حاصل کلام:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ کی صورت میں کامل شریعت عطا فرمائی جس پر عمل پیرا ہو کر ہی انسان حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں انسان کی رہنمائی کے لیے جو احکامات نازل فرمائے گئے وہ انسان کے ظاہر اور باطن کی اصلاح کے لیے اور قرآن پاک میں حضور پاک ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تزکیہ بیان کیا گیا ہے جس کا مفہوم نفس کی اصلاح کرنا ہے۔ یعنی شریعت محمدی ﷺ کی پابندی کے ساتھ اپنے نفس کو پاک کرنا بھی ضروری ہے۔ اعمال ظاہری شریعت محمدی ﷺ کے اعمال ہیں جیسا کہ عبادات کا نظام اس طرح ان عبادات کے باطنی اغراض و مقاصد یعنی قلب کی اصلاح اور قلبی بیماریوں حسد، کینہ، بغض، لالچ، تکبر اور جھوٹ وغیرہ سے قلب و روح کو پاک کرنا ہے یہی تصوف کی تعلیم ہے۔ شریعت تصوف سے الگ نہیں بلکہ شریعت تصوف کی بنیاد ہے۔ ظاہری طہارت سے انسان کا جسم لباس پاک صاف ہوتا ہے اسی طرح باطنی طہارت سے قلب کو پاکی حاصل ہوتی ہے اور قلب کے پاک وصاف ہونے سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس سے انسان اپنے مقصد حیات کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس لیے عبادت کے ظاہری افادیت کے ساتھ باطنی افادیت بھی انتہائی ضروری ہے اسی کے ذریعے عبادات کا اصل مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے اور عبادات کے باطنی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے قلب کی اصلاح ضروری ہے جو کہ انسان ذکر اللہ سے حاصل کر سکتا ہے یعنی انسان قلبی ذکر سے اپنے قلب و روح کو پاک وصاف کر سکتا ہے جس کے بعد ہی انسان کو تمام عبادات کا حقیقی مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انسان کی سانسوں کا تعلق دل کے ساتھ ہے تو جب انسان اپنی سانسوں کو ذکر الٰہی میں مصروف کر لیتا ہے تو اس کا دل بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے جب دل ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے تو اس کی روح بھی ذکر الٰہی میں مصروف ہو کر روحانی آسودگی حاصل کر لیتی ہے اور جو دل ہمہ وقت ذکر الٰہی

میں مشغول رہتا ہے وہ اللہ تعالی کے انوار و تجلیات کا مرکز بن جاتا ہے ایسے دل کو ہی معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ: "مومن کا دل اللہ رب العزت کا عرش ہے۔"

اس طرح اگر کوئی ظاہری اعمال پر ہی عمل کرے اور عبادت کی اصل حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو اس کا اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا جب انسان ظاہر اور باطن دونوں طریقوں سے عبادت کرے تو ہی عبادت کا اصل مقصد حاصل ہو گا۔اس طرح صوفیاء کرام کی تعلیمات میں اللہ کی محبت ، عشق رسول ﷺ،عاجزی و انکساری اور غیر اللہ سے دوری ، قلب و روح کی اصلاح کا درس ملتا ہے۔ جنہوں نے اپنے معاشرے میں محبت ،اخوت ، برداشت اور مذہبی و معاشرتی رواداری کے پیغام کو عام کیا۔ جس سے لاکھوں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔اور اسلام کے روحانی اقدار کو فروغ حاصل ہوا۔ موجودہ معاشرہ بگاڑ کا شکار ہے کیونکہ انسان دین اسلام کی اصل تعلیمات سے دور ہو چکا ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو ان کی اصل روح کے مطابق پیش کیا جائے جس سے معاشرے کی اصلاح ممکن ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں شریعت محمدی ﷺ کی تعلیم الحمد اللہ پھیل چکی ہے اور بے شمار ادارے، جامعات، مدارس میں شریعت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لیکن تصوف کی تعلیم کی طرف بہت کم توجہ ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ظاہری عبادت کے ذریعے اپنے ظاہر کو تو پاک کر رہے ہیں لیکن اخلاق رزیلہ جیسی دل کی بیماریاں معاشرے میں عام ہیں۔ جس کے لیے باطن کی اصلاح ضروری ہے۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کی معاشرہ اصلاح یافتہ ہو تو ہمیں چاہئے کہ تصوف کی تعلیم کو حاصل کریں ااور اس کو معاشرے میں پھیلائیں۔

حوالہ جات

---

1 الشمس 9:91

Al-Shamas 91:9

2 الانعام 120:6

Al-Inam 6:120

3 البقرہ 10:2

Al-Baqarah 2:10

4 حضرت سلطان باھوؒ، عین الفقر، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور، جنوری، 2014ء) ص:20

Hazrat Sultan Bahoo,Ain-ul-Faqr,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,January,2014),Safhah:20

5 سلطان الطاف علی، مرات سلطانی، (باھو پبلیکیشنز، لاہور، طبع اول 2006ء) ص:93

Sultan Altaf Ali,Mirrat Sultai,(Lahore:Bahoo publications,tib Awal,2006),Safhah:93

6 احمد سعید ہمدانی، حضرت سلطان باھو حیات و تعلیمات، (نستلیق پبلیکیشنز، لاہور، 2014ء) ص:28

Ahmad Saed Hamdani,Hazart Sultan Bhaoo Hayat o Taleemat,(Lahore:Nastleeq Publications 2014)Safhah:28

7 قرطبیؒ، محمد بن احمد، جامع احکام القرآن، (مطبہ دار الکتب المصریہ، قاہرہ، 1946ء) ج:12، ص:163

Qartbi,Muhammad bin Ahmad,Jmah Ahkam Al-Quran,(Qahira:Mutba Dar Alkutab Al-Misria,1946),Jild:12,Safhah:163

8 المائدہ 5:48

Al-Maida 5:48

9 محمود احمد غازی، محاضرات شریعت، (الفیصل ناشران، ستمبر 2009ء) ص:15

Mehmood Ahmad Gazi,Mahazrat Shariat,(Al- Faisal Nashran September 2009),Safhah:15

10 میر ولی الدین، مدارج سلوک، (مدینہ پبلیکیشنز کمپنی کراچی)، ص:15

Mer waliudin,Madarij Salook,(Madina Publications company Karachi),Safhah:15

11 محمد مسیح اللہ، شریعت و تصوف، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، جنوری 1983 ص:92

Muhammad Mashi Allah,Shariat o Taswauf,(Multan:Idara Talifat Isharfiya January 1983),Safhah:92

12 الانعام 6:120

Al-Inam 6:120

13 الکہف 18:65

Al-Kahaf 18:65

14 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب: علم کا بیان میں، باب: علم کو محفوظ رکھنے کے بیان میں، ح:120

Bukhari,Muhammad bin Ismaeel Abu Abdullah,Al-jama al- Sahi,Kitab ilam ka Bayan ma,Bab ilam ko Mahfooz rakhny ky byan ma, Hadees :120

15 النساء 4:103

Al-Nisa 4:103

16 الرعد 13:28

Al-Ra,d 13:28

17 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب: علم کا بیان میں، باب: علم کو محفوظ رکھنے کے بیان میں، ح:120

Bukhari,Muhammad bin Ismaeel Abu Abdullah,Al-jama al- Sahi,Kitab ilam ka Bayan ma,Bab ilam ko Mahfooz rakhny ky byan ma, Hadees :120

18 عبدالقادر عیسیٰ، الشیخ، حقائق عن تصوف، مترجم: مید محمد یوسف بندیالوی (مدینہ پبلشنگ ہاؤس کراچی، مارچ 1993ء) ص:294

Abdulqadir Eisa,al- Shaikh,Haqaiq En Taswauf,Mutrajam:Maid Muhammad Yousaf Bandyalwi(Karachi:Madina publication House March 1993)Safhah:294

19 محمد مسیح اللہ، شریعت و تصوف، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، جنوری 1983ء ص:92

Muhammad Mashi Allah,Shariat o Taswauf,(Multan:Idara Talifat Isharfiya January 1983),Safhah:92

20 شاطبیؒ، ابراھیم بن موسیٰ، کتاب الاعتصام فی اھل البدع والضلالات، محقق ابوعبیدہ بن حسن، دار الکتاب العربی، بیروت 1996ء، ج1 ص:92

Shatbi,Ibrahim bin Musa,Kitab al-aitsam fe ahl al-bdia wa al-zalalat,Muhaqaq Abu ubaida bin Hassan, dar al-kitab Arabi,Bayrut 1996,Jild:1,Safhaha:92

21 عبدالقادر عیسیٰ، الشیخ، حقائق عن تصوف، ص:347

Abdulqadir Eisa,al- Shaikh,Haqaiq En Taswauf,Safhah:347

22 حضرت سلطان باھوؒ، محک الفقر کلاں، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2006ء) ص:21

Hazrat Sultan Bahoo,Muhak Al-Faqr Kalan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,2006)Safhah:21

[23] حضرت سلطان باھوؒ ,کلید التوحید کلاں، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور) ص: 385

Hazrat Sultan Bahoo,Kaleed Al-Tuheed Kalan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,)Safhah:385

[24] حضرت سلطان باھوؒ ,کلید التوحید کلاں، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور)، ص: 429

Hazrat Sultan Bahoo,Kaleed Al-Tuheed Kalan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,)Safhah429:

[25] حضرت سلطان باھوؒ، محک الفقر کلاں، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور 2006ء) ص: 711

Hazrat Sultan Bahoo,Muhak Al-Fqr Kalan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,2006)Safhah:711

[26] حضرت سلطان باھوؒ، شمس العارفین، مترجم: سید امیر خان نیازی (العارفین پبلیکیشنز لاہور، دسمبر 2004ء) ص: 51

Hazrat Sultan Bahoo,Shams al- arfeen,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,December 2004)Safhah:51

[27] النساء 4: 103

Al-Nisa 4:103

[28] التوبہ 9: 108

Al-Tooba 9:108

[29] قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم کتاب: وضو کا بیان باب: وضو کی فضیلت کے بیان میں، ح 534

Qushari,Muslim bin Al-Hajaj,Sahih Muslim,kitab:Wazo ka byan,Bab:Wazo ke Fazilat ky byan ma,Hadees: 534

[30] ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید العربی القزوینی، سنن ابن ماجہ ، کتاب: پاکی کا بیان، باب: وضو جزو ایمان ہے، ح: 280

Ibn Mja,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid Al-arabi al-qazwani,Sunan Ibn Maja,Kitab:paki ka byan,Bab:Wazo juzw Iman ha ,Hadees:280

[31] ملا علی القاری، علي بن (سلطان) محمدؒ، مرقاة المفاتیح، (الناشر: دار الفکر بیروت لبنان)، کتاب الطہارت، باب سنن الوضو، ج: 2، ح: 423، ص: 119

Mila Ali al- qari, Ali bin Sultan Muhammad,Murqat al-Mafatah,(Al-Nashr:Dar al-Fiqr Bayrut Lubnan)Kitab al Taharat,Bab Sunan Al-Wazu,Jild:2,Hadees:423,Safhah:119

[32] قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب: تقدیر کا بیان، باب: ابن آدم پر زنا میں سے حصہ مقدر ہونے کا بیان، ح: 6754

Qushari,Muslim bin Al-Hajaj,Sahih Muslim,kitab:taqdeer ka byan,Bab:Ibn Adam pr zna ma sy hisa Muqadr hony ka byan,Hadees:6754

[33] ق 50: 32

Quaff 50:32

[34] جیلانی، الشیخ، عبدالقادر، سر الاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکشنز لاہور، 2015ء) ص: 137

Jalani,Al-Shaikh,Abdulqadir,Sir al Aisrar fe Mahyahtaj ilahi al-abrar, Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,2015)Safhah:137

[35] حضرت سلطان باھوؒ، ابیات باہو، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور، مارچ 2019ء) ص: 46

Hazrat Sultan Bahoo,Abyat Bahoo,(Lahore,Al -Arfeen Piblication,March2019)Safhah:46

36 الحج،22:46

Al-Hajj 22:46

37 الاعراف7:179

Al-Araf 7:179

38 حضرت سلطان باھوؒ، کلید التوحید کلاں، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور، 2015ء) ص:444

Hazrat Sultan Bahoo,Kaleed Al-Tuheed Kalan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,2015)Safhah:444

39 حقیؒ، اسماعیل بن مصطفیٰ، روح البیان، (دار الفکر بیروت، 1978)، زیر آیت:01

Haqi,Ismaeeel bin Mustafah,Rooh al- Byan,Dar al-Faqr Bayrut,1978,Zer Ayat:01

40 ق 16:50

Qaaf 50-16

41 ملا علی القاری، علی بن (سلطان) محمدؒ، مرقاۃ المفاتیح، (الناشر: دار الفکر بیروت لبنان،) کتاب الصلاۃ، باب: المساجد و مواضع الصلاۃ، ج:2، ح:747، ص:421

Mila Ali al- qari, Ali bin Sultan Muhammad,Murqat al-Mafatah,(Al-Nashr:Dar al-Fiqr Bayrut Lubnan)Kitab al Salat,Bab al-masajid wo Mwazie al salat,Jild:2,Hadees:747,Safhah:421

42 حضرت سلطان باھوؒ، عقل بیدار، مترجم: سید امیر خان نیازی (العارفین پبلیکیشنز لاہور،)، ص:277

Hazrat Sultan Bahoo,Aqal e Bedar,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,),Safhah:277

43 حضرت سلطان باھوؒ، امیر الکونین، مترجم: سید امیر خان نیازی (العارفین پبلیکیشنز لاہور،)، ص:311-313

Hazrat Sultan Bahoo,Amir al Qonan,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,),Safhah:311-313

44 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب: ایمان کے بیان میں، باب، جبریلؑ کا نبی کریم ﷺ سے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کے علم کے بارے میں پوچھنا، ح:50

Bukhari,Muhammad bin Ismaeel Abu Abdullah,Al-jama al- Sahi,Kitab Iman ka Bayan ma,Bab Jabrail ka Nabi Kareem sy Iman,Islam,Ahsan aur Qyamat ky ILM ky bary ma puchna, Hadees:50

45 البقرہ2:183

Al-Baqarah 2:183

46 حضرت سلطان باھوؒ، محک الفقر کلاں، ص:67

Hazrat Sultan Bahoo,Muhak Al-Faqr Kalan,Safhah:67

47 ایضاً، ص:45

Aizan,Safhah:45

48 ایضاً، ص:69

Aizan,Safhah:69

49 ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید العربی القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب: روزوں کی اہمیت و فضیلت، باب: روزے دار کے لیے غیبت اور فحش گوئی کی ممانعت کا بیان، ح:1690

Ibn Maja,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazid Al-arabi al-qazwani,Sunan Ibn Maja,Kitab:Rozon ke Ahmiyat o Fazilat,Bab:Rozydar ky liye Gibat aur Fahish goi ke mumaniyat ka byan,Hadees:1690

50 ملا علی القاری، علی بن (سلطان) محمدؒ، مرقاۃ المفاتیح (الناشر: دار الفکر بیروت لبنان،) کتاب: الدعوات باب: ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، ج:5، ح:2286، ص:165

Mila Ali al- qari, Ali bin Sultan Muhammad,Murqat al-Mafatah,(Al-Nashr:Dar al-Fiqr Bayrut Lubnan)Kitab al Dawat,Bab Zikr Allah,Azoojal wo al-Taqarat ilahi,Jild:5,Hadees:2286,Safhah:165

51 مریم19:13

Maryam 19:13

52 حضرت سلطان باھوؒ، عین الفقر، (مترجم: سید امیر خان نیازی)، العارفین پبلیکیشنز، لاہور، جنوری، 2014ء ص:257

Hazrat Sultan Bahoo,Ain-ul-Faqr,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications,January,2014),Safhah:257

53 جیلانی، الشیخ، عبد القادر، سر الاسرار فی مایحتاج الیہ الابرار، ص:151

Jalani,Al-Shaikh,Abdulqadir,Sir al Aisrar fe Mahyahtaj ilahi al-abrar,Safhah:151

54 التوبہ 9:103

Al-Tooba 9:103

55 الشمس 91:9-10

Al-Shamas 91:9-10

56 حضرت سلطان باھوؒ، محک الفقر کلاں، ص، 67

Hazrat Sultan Bahoo,Muhak Al-Faqr Kalan,Safhah:67

57 حضرت سلطان باھوؒ، نور الھدیٰ، مترجم: سید امیر خان نیازی، (العارفین پبلیکیشنز، لاہور)، ص:222

Hazrat Sultan Bahoo,Noor al- Huda,Mutrajam:Sayed Amir Khan Niazi,(Lahore,Al -Arfeen Piblications) ,Safhah:222

58 الشعرا 26:88-89

Al-Shura 26:88-89

59 حقیؒ، اسماعیل بن مصطفےٰؒ، روح البیان، دار الفکر بیروت، 1978، زیر آیت:01

Haqi,Ismaeeel bin Mustafah,Rooh al- Byan,Dar al-Faqr Bayrut,1978,Zer Ayat:01

60 حضرت سلطان باھوؒ، عین الفقر، ص:269

Hazrat Sultan Bahoo,Ain-ul-Faqr, Safhah:269